

سرورِ میلادِ شریف پر (سلسلہ بارہ وفات) منکوحین کے اعتراضات کا
 محققانہ اور مسکت جواب ہر میلادِ منانیاں لے محبِ نبوی کیلئے قابلِ مطالعہ

۱۲۔ ربیع الاول دُنیا کی باتیں میلادِ نبوی ﷺ

علامہ مفتی محمد اشرف قادری

ناشر: اہلسنت اکیڈمی خانقاہ قادریہ عالمیہ
 آباد خجرات

جُمْلہ حقوق بحق مصنف محفوظ

سلسلہ اشاعت : 7

نام کتاب	۲۰ ریح الاول میلاد النبی یا وفات النبی
تالیف	علامہ مفتی محمد اشرف قادری
تاریخ تالیف	ربیع الاول ۱۹۸۷ء
تاریخ اشاعت	ربیع الاول ۱۹۸۷ء
بار ششم	ربیع الاول ۱۴۲۱ھ / جون ۲۰۰۰ء
صفحات	۳۲
تعداد	۲۲۰۰
کمپوزنگ	محمد عثمان علی قادری
پروف ریڈنگ	علامہ مفتی محمد اشرف قادری
ناشر	اہل سنت اکیڈمی، خانقاہ نیک آباد، گجرات
ہدیہ	شوال المکرم ۱۴۲۲ھ جنوری ۲۰۰۲ء
بہترین	

﴿ ملنے کے پتے ﴾

☆ مکتبہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد بانی پاس روڈ گجرات

- ☆ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ☆ مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور ☆ مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ لاہور ☆ شبیر برادرز، اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ ضیاء الدین پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کھارادر، کراچی ☆ مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی ☆ مکتبہ ضیائیہ رضویہ، بوہڑ بازار، گلی تارگھر والی راولپنڈی ☆ مکتبہ عرفات، بوچر خانہ روڈ سیالکوٹ ☆ قادری کتب خانہ، 90 سیٹھی پلازہ سیالکوٹ ☆ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ مکتبہ ضیاء السنۃ، جامعہ مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ ملتان ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے۔ فیصل آباد

فہرست مضامین

5	سوال	۱
6	الجواب	۲
	مسئلہ : ۱	
7	وفات پر خوشی؟	۳
	مسئلہ : ۲	
9	بارہ ربیع الاول یوم وفات نہیں	۴
9	تاریخ وفات کی روایات کا تنقیدی جائزہ	۵
10	پہلی روایت	۶
11	دوسری روایت	۷
12	تیسری وچوتھی روایت	۸
12	قانونِ ہیئت و تقویم	۹
14	۱۰ تاریخ وفاتِ نبوی	۱۰
16	بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے	۱۱
16	۱۲ پہلی حدیث	۱۲
17	۱۳ راویوں کی توثیق	۱۳
17	۱۴ دوسری حدیث	۱۴
19	۱۵ اہل تحقیق کا اجماع، جمہورِ اہل اسلام کا مسلک و معمول	۱۵
21	۱۶ قدیم اہل مکہ کا معمول	۱۶

۱۷ شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ 23

۱۸ مرشد اکابر دیوبند کا ارشاد 24

۱۹ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لخت جگر کا فتویٰ 24

مسئلہ : ۳

۲۰

۲۱ وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟ 25

۲۲ خوشی اور غمی منانے کا شرعی ضابطہ 25

۲۳ ”جمعہ“ یوم میلاد و یوم وفات نبوی ہونے کے باوجود یوم عید بھی ہے 28

۲۴ لختِ فکریہ 30

۲۵ وہابیوں سے فکر انگیز سوال 31

تَمَّتْ

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال :

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان شریعت اس بارے میں کہ دیوبندی و اہل حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان ”دعوتِ فکر“ شائع کیا ہے۔ جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے :

”۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے۔ اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی ﷺ کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے، نہ ان سے حیاء۔ یہ لوگ روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ وغیرہ وغیرہ“

سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی ”لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ“ پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے اُلجھن ہو سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اشتہار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور

کی وضاحت فرمائی جائے :

(۱) کیا واقعی بارہ ربیع الاول کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی (مَعَاذَ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں؟

(۲) ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یوم وفاتِ نبوی ہے یا یوم

میلادِ نبوی؟

(۳) اگر ربیع الاول یوم میلاد بھی ہے اور یوم وفات بھی، تو

اس روز اہل سنت صرف میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں؟ وفات

بینوا! وتوجروا!

کی غمی کیوں نہیں مناتے؟

سائل :

(مولانا) عبدالحق نقشبندی، خطیب جامع مسجد باری والی،

گجرات۔

بَعُوْثِ الْعَلَامِ الْمُنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْحَبِيبِ الْكَرِيمِ.

تینوں سوالات کے جوابات علی الترتیب درج ذیل ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہوں :

مسئلہ : ا

وفات پر خوشی؟

پیشک میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اہل جہان کے لئے اللہ کی بے مثل رحمت، اور اس کا فضلِ عظیم ہے۔ اور ارشادِ ربّانی ہے :

”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا.“ (۱)

(اے محبوب!) فرمادیجئے! اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے آنے) پر چاہئے کہ لوگ خوشی منائیں۔“

اسی لئے مسلمان بارہ ربیع الاول کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی ان

پڑھ سے ان پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا:

۱۔ خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی
اس کے باوجود منکرینِ شانِ رسالت نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھوٹ، اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے، اس سے نہ صرف انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے، بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے دعویداروں کے پاس، جشنِ میلادِ شریف کو حرام ثابت کرنے کے لئے، قرآن و سنت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں، ورنہ انہیں یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ بہر حال یہ بے شرم الزام، باطلِ محض ہے۔

فَلَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ. وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ. فَقَطُّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ، وَرَسُولُهُ الْأَكْرَمُ. صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

مسئلہ : ۲

۱۲ ربیع الاول یوم وفات نہیں !!!

تاریخ وفات کی روایات کا تنقیدی جائزہ

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں :

(۱) ۱۲ ربیع الاول۔ یہ روایت حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منسوب ہے۔

(۲) ۱۰ ربیع الاول۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

(۳) ۱۵ ربیع الاول۔ مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۴) ۱۱ ماہ مقدّس رمضان المبارک۔ اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب

ہے۔ (۱)

پہلی روایت

پہلی روایت کہ جس میں وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے، اس کی سند میں ”محمد بن عمر الواقدی“ ایک راوی ہے۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ (قابل اعتبار) نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے، حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے۔ مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ (۲)

لہذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔ خیال رہے کہ بعض محققین محدثین نے واقدی کی توثیق بھی کی ہے۔ جس کی بناء پر بعض ائمہ فقہاء نے واقدی کو ”ثقہ“ قرار دیا

(۱) روایت ۲، ۱: ”البدایۃ والنہایۃ“ (۲۵۶/۵)، طبع بیروت۔ روایت ۲، ۲:

”وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ“: السمهودی (۳۱۸/۱)، طبع بیروت۔

(۲) ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ (۲۲۵/۲، ۲۲۶)، مطبوعہ ہند قدیم۔

ہے۔ ان حضرات کے مطابق اگر ”توثیقِ واقدی“ کے مسلک کو ترجیح دی جائے تو بھی بارہ وفات والی روایت شدید مجروح و ناقابلِ اعتماد ہونے سے بچ نہیں سکتی۔ کیونکہ حضرت علیؓ عاشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی سند میں واقدی کے علاوہ اُن کا شیخ ”محمد بن عبد اللہ بن ابی سبرہ“ بھی پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

”وہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔“ (۱)

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایت کی سند میں واقدی کا شیخ ”ابراہیم بن یزید“ پایا جاتا ہے۔ جو کہ ”سخت ضعیف، ناقابلِ احتجاج ہے۔“ (۲)

دوسری روایت

روایت دوم کی سند میں ایک راوی ”سیف بن عمر“ ضعیف ہے۔ اور دوسرا راوی ”محمد بن عبید اللہ العزرمی“

- (۱) ”میزان الاعتدال“: الذہبی ”حرف المیم، المحمدون، محمد بن عبد اللہ بن ابی سبرہ“ (۳۹۷/۲)، طبع قدیم، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ۔
- (۲) ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“: الذہبی ”حرف الالف، ابراہیم بن یزید المدنی، و ابراہیم بن یزید بن مردانہ“ (۳۱/۱)، طبع قدیم، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ۔

متروک ہے۔ (۱)

تیسری وچوتھی روایت

اور روایت سوم اور چہارم کی سند کتب مطبوعہ حدیث میں دستیاب نہیں۔

حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا، نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے، اور نہ ہی ثقاتِ ائمہ تابعین سے صحت تک پہنچ سکا ہے۔ لہذا بعد کے کسی مؤرخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

مقامِ غور ہے کہ جب وفاتِ نبوی کے چشم دید گواہ صحابہ کرام اور ان کے شاگرد ثقاتِ ائمہ تابعین سے یہ قول صحت کے ساتھ ثابت نہیں، تو بعد کے مؤرخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

ہیئت و تقویم

قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفاتِ نبوی کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابو القاسم عبد الرحمن السہلی (المتوفی

(۱) ”تقریب التہذیب“: العسقلانی (ص ۱۴۲، ۲۰۳)۔

و ”خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال“: الخزرجی (ص ۱۶۱، ۳۵۰)۔

۱۷۵ھ) جو کہ مشہور و محقق محدث و مؤرخ ہیں، فرماتے ہیں:

”وَكَيْفَ مَا دَارَ الْحَالُ عَلَى هَذَا

الْحِسَابِ، فَلَمْ يَكُنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعِ

الْأَوَّلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِوَجْهِ“ (۱)

”اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر

ہو، مگر بارہ ربیع الاول کو (یومِ وفات) ”سوموار“

کسی صورت نہیں آسکتا۔

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور محققین و مؤرخین

اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی، حافظ ابن حجر العسقلانی، امام ابو الیمین

ابن عساکر، حافظ ابن کثیر، امام نور الدین علی بن احمد السمہودی، امام علی

بن برہان الدین الحلبی وغیرہم نے بھی بیان فرمایا ہے۔ (۲)

الغرض بارہ ربیع الاول کا یوم وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت

نہیں ہو سکتا۔ نہ عقلاً، نہ نقلاً، نہ روایتاً، اور نہ درایتاً۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(۱) ”الروض الانف شرح سيرة ابن هشام“: السبيلي (۳۷۲/۲)، بیروت۔

(۲) ”تاریخ الاسلام“: الذہبی ”جزء السيرة النبوية“ (۳۹۹/۱)، طبع بیروت۔

و ”وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى“: السمہودی (۳۱۸/۱)، بیروت۔

و ”البدایة والنهاية“: ابن کثیر (۲۵۲/۵)، طبع بیروت۔

و ”فتح الباری شرح صحيح البخاری“: العسقلانی (۱۲۹/۸) طبع لاہور۔

و ”السيرة الحلبيّة“: علی بن برہان الدین الحلبی (۴۷۳/۳)، بیروت۔ وغیرہا

تاریخ وفاتِ نبوی

صحابہ کرام میں سے سیدنا عبد اللہ بن عباس (۱)، و سیدنا انس بن مالک (۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، اور ان کے تلامذہ اکابر ائمہ تابعین میں سے امام شہید حضرت سعید بن جبیر (۳)، امام سلیمان بن طرخان التیمی (۴)، حضرت عتھرہ بن عبد الرحمن الشیبانی (۵)، حضرت سعد بن ابراہیم الزہری (۶)، حضرت محمد بن قیس المدنی (۷)، اور امام محمد باقر بن امام زین العابدین سے جید سندوں کے ساتھ دورِ بیع الاول کو، اور حضرت عروہ بن زبیر، حضرت موسیٰ بن عقبہ، امام ابن شہاب زہری، امام لیث بن سعد، امام ابو نعیم الفضل بن دؤکین سے یکم ربیع الاول کو وفاتِ نبوی ہونا مروی ہے۔ (۸) رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ۔ یکم اور دوم میں کوئی فاصلہ نہ ہونے، اور اس زمانے کے حالات کی بناء پر

(۱) "تفسیر جامع البیان": الطبری (۵۱/۲)، طبع بیروت۔

(۲) "تاریخ الامم والملوک": الطبری (۱۹۷/۳)، طبع بیروت۔

(۳) "الاتقان فی علوم القرآن": السیوطی (۲۷/۱)، طبع لاہور۔

(۴) "دلائل النبوة": البیہقی (۲۳۲/۷)، طبع بیروت۔

(۵) "معالم التنزیل": البغوی، بہامش الخازن (۱۰/۲)، طبع القاہرہ۔

(۶) "البدایة والنهاية": ابن کثیر (۲۵۵/۵)، طبع بیروت۔

(۷) "البدایة والنهاية": ابن کثیر (۲۵۵/۵)، طبع بیروت۔

(۸) "البدایة والنهاية": ابن کثیر (۲۵۵/۵)، طبع بیروت۔

دونوں میں تطبیق مشکل نہیں ہے۔ لہذا یہ دونوں قول تقریباً ایک ہی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مفصل بحث کر کے دوم ربیع الاول کو ترجیح دی، اور بارہ ربیع الاول کے یوم وفات ہونے کی روایت کو عقل و نقل کے خلاف ثابت کر کے، اسے راوی کا وہم اور غلط قرار دیا ہے۔ (۱)

نیز جہورِ مفسرین، و محدثین کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ اس پر قریباً تمام کتب تفسیر شاہد عدل ہیں۔ (۲)

جبکہ مشہور و مستند دیوبندی مؤرخ علامہ شبلی نعمانی نے یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیا ہے۔ (۳)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ عبد اللہ نجدی نے آٹھویں ربیع الاول کو یوم وفات لکھا ہے۔ (۴)

فَقَطْ. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ، وَرَسُولُهُ أَلَا كَرَمُ. صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

(۱) "فتح الباری شرح صحیح البخاری": العسقلانی (۱۳۰/۸)، طبع لاہور۔

(۲) "عامۃ کتب التفاسیر" زیاریہ، تخیل دین و مابعد۔

(۳) "سیرۃ النبی": شبلی (۱۶۰/۲)۔

(۴) "مختصر سیرۃ الرسول": عبد اللہ نجدی (ص ۹)، طبع جہلم۔

بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے

ولادتِ نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے صرف ایک ہی قوی و مستند روایت بارہ ربیع الاول کی منقول ہے۔ سر دست ہم اسے صرف دو حدیثوں سے دکھاتے ہیں۔

پہلی حدیث

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے نہایت ثقہ راویوں کے ساتھ روایت فرمایا:

”عَنْ عَفَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ
وَابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُمَا قَالَا وَلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ، يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، الثَّانِي
عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ.“ (۱)

(۱) ”بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی“: البناء (۱۸۹/۲)، مطبوعہ بیروت۔

و ”البدایہ والنہایہ“: ابن کثیر (۲۶۰/۲)، مطبوعہ بیروت۔

”عفان سے روایت ہے، وہ سعید بن مینا سے

راوی کہ جلد اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل
میں، سوموار کے روز، بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔“

راویوں کی توثیق

اس کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے
فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں۔ (۱)
دوسرے راوی سعید بن مینا ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ (۲)

دوسری حدیث

امام، حافظ، شمس الدین، محمد، الذہبی، امام حاکم کی روایت
سے لکھتے ہیں:

”يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا: وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

(۱) خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: الخرجی (ص ۲۶۸)، طبع بیروت.

(۲) خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: الخرجی (ص ۱۲۳)، طبع بیروت.

و ”تقريب التهذيب“: العسقلانی (ص ۱۲۶).

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ لَا ثِنْتَى عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ
مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ. (۱)

”یونس بن ابی اسحاق، اپنے والد گرامی
سے، وہ سعید بن جبیر سے، وہ حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت
ہاتھیوں (کے کعبہ پر حملے) والے سال، ربیع الاول
کی بارہ راتیں گزرنے پر ہوئی۔“

احادیث کے مشہور ناقد امام ذہبی نے اس حدیث کو نقل
کرنے کے بعد اسے ”مسلم کی شرط پر صحیح“ قرار دیتے ہوئے، حسب
عادت ”م“ کی رمز ثبت فرمائی۔ لہذا ہم اسکے راویوں کی مزید توثیق
و تعدیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، زکور الصدر
حضرت جابر وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث کی زبردست موید
صریح و صحیح، ہے۔ فَلْيُحْفَظْ.

حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری اور حضرت عبد اللہ بن

(۱) ”تلخیص المستدرک علی الصحیحین“: الذہبی (۲/۱۰۳)، بیروت.

عبّاس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ، ان دو جلیل القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیح
الاسناد روایتوں سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یومِ میلادِ سرکار
ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔ لہٰذا بعد کے مؤرخ کا کوئی قول، یا ظن و تخمین
اس کے بالمقابل، لائق التفات و قابل قبول ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اہل تحقیق کا اجماع، جمہورِ اہل اسلام کا مسلک

☆ چنانچہ حضرت زبیر بن بکّار، امام ابنِ عساکر، امام جمال
الدین ابنِ جوزی، اور ابنُ الجوزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم
میلاد ہونے پر اہل تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔ (۱)

☆ اور یہی جمہورِ علماء، و جمہورِ اہل اسلام کا مسلک، اور ان
میں مشہور ہے۔ (۲)

(۱) "السیرۃ الحلبیۃ": علی بن برہان الدین الحلبی (۹۳/۱)، طبع بیروت۔
و "الزرقانی علی المواہب" (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔
و "ماثبت من الستۃ": الشیخ المحقق (ص ۹۸)، طبع السواد الاعظم لاہور۔
و "الشمامۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریۃ": نواب صدیق حسن خان
بھوپالی اہلحدیث (ص ۷)۔

(۲) "البدایۃ والنہایۃ": ابن کثیر (۲۶۰/۲)، طبع بیروت۔
و "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی": البناء (۱۸۹/۲۰)، بیروت۔
و "المورد الروی فی المولد النبوی": الملا علی القاری (ص ۹۶)، مکہ۔
و "حجۃ اللہ علی العالمین": النبیہانی (۲۳۱/۱)، طبع لائلپور۔
و "ماثبت من الستۃ" (ص ۹۸)، طبع لاہور۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

☆ بارہ ربیع الاول ہی کے یومِ میلاد ہونے پر، قدیمًا و حدیثًا،
تمام اہل مکہ متفق چلے آرہے ہیں۔ اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت
کے مکان شریف پر حاضر ہو کر میلاد شریف منانے کا قدیم سے
اہل مکہ کا معمول ہے۔ (۱)

☆ بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف منانے کا اہل مدینہ کا
معمول ہے۔ (۲)

☆ اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشنِ میلاد
منانے کا معمول ہے۔ (۳)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

و ”المواہب اللدنیۃ“: القسطلانی۔

مع ”الزرقانی علی الموهب“ (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔

و ”مدارج النبوة“: شاہ عبدالحق دہلوی (۱۴/۲)، طبع لکھنؤ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) ”المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی“: القسطلانی (۱۳۲/۱)، بیروت۔

و ”السیرۃ الحلبیۃ“: علی بن برہان الدین الحلبی (۹۳/۱)، طبع بیروت۔

و ”المورد الروی فی المولد النبوی“: الملا علی القاری (ص ۹۵)، مکہ۔

و ”ما ثبت من السنۃ وما انعم علی الامۃ“: شاہ عبدالحق دہلوی (ص ۹۸) لاہور۔

و ”تواریخ حبیب الہ“: مفتی عنایت احمد کاکوروی (ص ۱۲)، ممدوحہ

اشرف علی تھانوی، طبع لاہور۔

و ”مدارج النبوة“: شاہ عبدالحق دہلوی (۱۴/۲)، طبع لکھنؤ۔ وغیرہا

(۲) ”تواریخ حبیب الہ“: مفتی عنایت احمد کاکوروی (ص ۱۲)، لاہور۔

(۳) ”السیرۃ الحلبیۃ“: علی بن برہان الدین الحلبی (۹۳/۱)، طبع بیروت۔

و ”الزرقانی علی المواہب“ (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔

قدیم اہل مکہ کا معمول

قدیم اہل مکہ کا معمول کیا تھا؟ اسکی مختصر سی وضاحت

ملاحظہ ہو! چنانچہ :

☆ محدث ابن الجوزی (المتوفی ۷۵۹ھ) فرماتے ہیں :

”اہل حرمین شریفین مکہ، و مدینہ، اور مصر، و یمن، شام، و تمام بلادِ عرب، مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیعُ الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے، اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیعُ الاول) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسبِ توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے، اور میلاد شریف پڑھنے اور سُننے کا اہتمامِ بلیغ کرتے، اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل

کرتے۔

میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق و مال اور اولاد میں زیادتی، اور شہروں میں امن و امان، اور گھروں میں سکون و قرار رہتا ہے۔“ (۱)

☆ امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں :

”خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اس شخص پر جو ماہِ میلادِ پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے، تاکہ جس کے دل میں بغضِ شانِ رسالت کی بیماری ہے، اس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔“ (۲)

☆ ملا علی القاری المتوفی (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں :

”أَمَّا أَهْلُ مَكَّةَ يَزِيدُ اهْتِمَامُهُمْ بِهِ“

(۱) ”بیان المیلاد النبوی“: ابن جوزی مع اردو ترجمہ (ص ۵۷، ۵۸)، لاہور۔

(۲) ”المواہب اللدنیة“ مع الزرقانی (۱/۱۳۹)، طبع بیروت۔

عَلَى يَوْمِ الْعِيدِ“ (۱)

”یعنی اہل مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔“

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :

”میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکان ولادت نبوی پر حاضر تھا، اور لوگ آپ کے ان معجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے۔ تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں، جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر مقرر کیا گیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت باہم ملے ہوئے ہیں۔“ (۲)

(۱) ”المورد الروی فی المولد النبوی“ : الملا علی القاری (ص ۲۸)، مکہ۔

(۲) ”فیوض الحرمین“ : شاہ ولی اللہ دہلوی، عربی اردو (ص ۸۰، ۸۱)، کراچی۔

مُرشد اکابرِ دیوبند کا ارشاد

مُرشد اکابرِ علماءِ دیوبند حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں :

”مولد شریف تمامی اہلِ حریم کرتے

ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حُجّت کافی ہے۔“ (۱)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لختِ جگر کا فتویٰ

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی رقمطراز ہے :

”الوہب کافر نے ولادت نبوی کی خوشی
میں اپنی کنیرِ ثویبہ کو آزاد کیا۔ تو اس کافر کو قبر میں
ہر سو موار (روزِ ولادتِ مبارکہ) کو سکون بخش
مشروب چوسنے کو ملتا ہے۔ تو اس مؤحدِ مسلمان کا
کیا حال ہوگا؟ (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں
گی؟) جو میلادُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی
منائے۔“ (ملخصاً) (۲)

اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی توفیق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۱) ”شمانم امدادیہ“: حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (ص ۴۷)، طبع کراچی۔
(۲) ”مختصر سیرۃ الرسول“: شیخ عبد اللہ النجدی (ص ۱۳)، طبع
حافظ عبدالغفور اثری اہلحدیث، جہلم۔

مسئلہ : ۳

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

خوشی اور غمی منانے کا شرعی ضابطہ

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول یومِ میلاد ہے، نہ کہ یومِ وفات۔ لیکن اگر بالفرض یومِ وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا، اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہوگا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نزولِ ماندہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لئے یومِ عید قرار دیا تھا۔ (۱)

لیکن وفات کا غم، وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشقِ اہلحدیثوں سمیت محققینِ دیوبند میں ایک کو بھی اس قانونِ شرعی کی خبر نہیں۔ ورنہ ایسا

(۱) ”القرآن“ سورة المائدة (۵: ۱۱۲)۔

لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امام دارالہجرت، امام مالک بن انس الاصمعی، امام ربانی
 امام محمد بن حسن الشیبانی، امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، امام
 حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، امام ابو بکر عبد اللہ بن زبیر
 الحمیدی، امام جلیل امام احمد بن حنبل، امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی،
 امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری،
 امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث
 السجستانی، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، امام ابو عبد اللہ محمد
 بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی،
 امام ابو بکر البرزازی، امام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود النیشاپوری، اور امام
 حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ، جماعت محدثین،
 اسانید صحیحہ و معتبرہ کے ساتھ، جماعت صحابہ: انس بن مالک،
 عبد اللہ بن عمر، امہات المؤمنین: عائشہ صدیقہ، اُمّ سلمہ، زینب
 بنت جحش، اُمّ حبیبہ، حفصہ، نیزام عطیہ الانصاریہ، فریجہ بنت مالک بن
 سنان اُخت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہن سے مرفوعاً بالفاظ
 مختلفہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں:

”أَمْرُنَا أَنْ لَا نُحَدِّثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ

ثلاث، إِلَّا لِرَوْج. (۱)

”ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر
تین روز کے بعد غم نہ منائیں، مگر شوہر پر (چار ماہ
دس روز تک بیوی غم مناسکتی ہے)۔“

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کا غم منانا ممنوع، اور
حصولِ نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لئے

-
- (۱) ”الموطا“: الآمام مالک (ص ۲۱۹، ۲۲۰)، کراچی۔
و ”الموطا“: الامام محمد (ص ۲۶۷)، طبع کراچی۔
و ”المصنف“: عبدالرزاق (۴/۷، ۴۸، ۴۹)، طبع کراچی۔
و ”المصنف“: ابن ابی شیبہ (۵/۲۸۰، ۲۸۱)، طبع کراچی۔
و ”المسند“: الحمیدی (۱/۱۱۲، ۱۴۶)، طبع بیروت۔
و ”مسند احمد المبوب“: البناء (۴/۱۳۷ تا ۱۵۱)، طبع بیروت۔
و ”شرح معانی الآثار“: الطحاوی (۲/۴۸، ۴۹)، طبع کراچی۔
و ”الصحيح“: البخاری (۲/۸۰۳)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و ”الصحيح“ مسلم (۱/۳۸۲ تا ۳۸۸)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و ”الجامع السنن“: الترمذی (۱/۲۲۷)، طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔
و ”السنن“: ابو داود (۱/۳۱۴)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و ”السنن“: النسائی (۲/۱۱۶ تا ۱۱۸)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و ”السنن“: ابن ماجہ (۱/۵۲)، طبع اشاعة السنة النبوية، سرگودھا۔
و ”السنن“: الدارمی (۲/۷۹، ۸۰)، طبع نشر السنة، ملتان۔
و ”مسند البزار“ بحوالہ مجمع الزوائد: الهيثمی (۵/۳)، بیروت۔
و ”المنتقى“: ابن جارود (ص ۲۵۸، ۲۵۹)، المكتبة الاثرية، سانگلہ ہل۔
و ”السنن الكبير“: البيهقي (۷/۳۳ تا ۳۴)، بیروت واللفظ لعبد الرزاق۔

ہم بارہ ربیع الاول کو وفات کی غمی نہیں، نعمت میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

جمعہ، یوم میلاد و یوم وفات نبوی ہونے کے باوجود، یوم عید بھی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ.“ (۱)

”تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن

ہے، اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی روز

آپ نے وفات پائی۔“

پھر سرکار فرماتے ہیں (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَعَلَى آلِهِ):

”إِنَّ هَذَا يَوْمٌ عِيدٌ، جَعَلَهُ اللَّهُ

لِلْمُسْلِمِينَ.“ (۲)

”یہ جمعہ عید کا دن ہے، اسے اللہ تعالیٰ

نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔“

(۱) ”السنن“: النسائی (۱۵۰/۱)، کراچی۔ وغیرہا من کتب الحدیث۔

(۲) ”السنن“: ابن ماجہ (۷۸/۱)، سرگودھا۔ وبمعناه فی مسند احمد وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یومِ میلادُ النبی بھی ہے، اور یومِ وفاتُ النبی بھی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یومِ میلاد کی خوشی کو باقی رکھا، اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہو گیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں، تو از روئے شریعتِ محمدیہ ”غمی کی یاد“ تین روز کے بعد ختم کر دی جاتی ہے، اور ”خوشی کی یاد“ ہمیشہ باقی رکھی جاتی ہے۔

لہذا اگر بارہ ربیع الاول کو یومِ میلاد اور یومِ وفات بھی مان لیا جائے، تو وفات کی غمی، وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی، اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔ عَلٰی رَغَمِ اَنْفِ الْجَاهِلِ الْمُتَعَصِّبِ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ اپنے فتاویٰ و دیگر تصانیف میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْوَهَّابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ۔

گر نہ پند بروزِ شہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

لمحہ فکریہ

اشتہار چھاپنے والے دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں وہابیوں کے لئے مقام فکر ہے کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے، بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی کی خوشی منانے والوں پر، ان کے ضمیر و ایمان کی موت کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک یوم وفات بھی ہے۔ اب ان کا فتویٰ اللہ اور رسول پر کیا ہوگا؟ جنہوں نے روز جمعہ کو باوجود یوم وفات النبی ہونے کے، خوشی کی عید منانے کا حکم دیا۔ اور کیا فتویٰ ہوگا یوم وفات ہونے کے باوجود روز جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر؟

اور خود دیوبندی وغیرہ مقلدین بھی تو جمعہ کو روز عید قرار دیتے ہیں۔ کیا یوم وفات النبی یعنی ”روز جمعہ“ کو عید قرار دینے والے تمام دیوبندیوں، اہلحدیثوں کے علماء و عوام سب کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے؟ اور ایمان بھی مردہ ہو چکا ہے؟ شباباش! فتویٰ ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو! آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دہائیوں سے فکر انگیز سوال

جاہل اور احمق دہائیو! بغضِ شانِ رسالت کے نشے میں
 مدہوشو! ذرا ہوش سنبھالو! اور سوچو! پھر جواب دو! کیا قدیم زمانے
 سے بارہ ربیع الاول کو جشنِ میلاد منانے، اور اسے شرعاً مطلوب و
 محبوب قرار دینے والے مکہ، مدینہ، مصر و شام اور مشرق و مغرب کے
 علماء، فقہاء، محدثین، اولیاء کرام اور عامۃ المسلمین، نیز ان کے اس
 عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کر کے ان کی تائید کرنے والے اکابر
 بزرگانِ دین مثلاً امام قسطلانی، امام زرقانی، امام ابن جوزی، شمس الدین
 ابن الجزری، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام جلال الدین سیوطی، امام
 شمس الدین سخاوی، امام حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابو شامہ شیخ النووی،
 شیخ ابو الخطاب ابن دخیہ الاوندلسی، امام شمس الدین محمد بن ناصر الدین
 الدمشقی، امام حافظ زین الدین عراقی، امام ملا علی القاری، امام مجد الدین
 محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، امام علی بن برہان الدین الحلبی، شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی، اور صدہا ائمہ دین و اکابر اسلام، بلکہ خود مرشد
 دیوبندیاں حاجی امجد اللہ مہاجر کئی وغیرہم سب کا ایمان و ضمیر مردہ تھا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حاجی امداؤ اللہ کئی جن کو تم اپنا
 پیرو مرشد اور مقتدا مانتے ہو، اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا
 ضمیر و ایمان بھی مردہ ہے، تو تم مریدوں اور مقتدیوں کا ضمیر و ایمان
 کیونکر مردہ ہونے سے بچ سکتا ہے؟ یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے
 اپنے فتوے کے مطابق مردہ ہے۔ اور تم اپنے منہ سے خود مردہ ضمیر
 اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
 اب دیکھئے! یہ موحّدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس
 طرح اپنے فتوے، اور ضمیر و ایمان کو مردہ ہونے سے بچاتے ہیں؟
 دیدہ بایہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان وہابیوں کو ہدایت دے!

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود
 ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
 اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں؟
 جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں؟

فقط. وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ، وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ. صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم.
 کہ

المفتی: محمد (شرف) (القاری) خادم الطّٰلبہ و مفتی جامعہ قادریہ عالمیہ

نیک آباد (مراٹیاں شریف)، بانی پاس روڈ گجرات۔ ماہ سرور ربیع الاول ۱۴۸۷ھ